لالہ کی جائے گی بارات رنگیلی ہو گی رات منگن میں
ناچوں گی۔" ہانم خوشی میں راجا کی جگہ لالہ لگاتی
ناچتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی تو اپنے کمرے میں
اپنی ماں اور تائی کیساتھ کھڑوس لالہ ارف اریش
خان کو دیکھ کر اُسکی حالت ہوا ہوئی تھی جبکہ اریش

اپنی ماں اور تائی کیساتھ کھڑوس لالہ ارف اریش
خانزادہ کو دیکھ اُسکی جان ہوا ہوئی تھی جبکہ اریش
خانزادہ ہانم کو اپنی سرخ نگاہوں سے گھورتا کمرے سے
نکل گیا غصے سے اُسکا دماغ پھٹ رہا تھا اس بیوقوف
لڑکی کیساتھ آغا جان اُسکا زبردستی نکاح کروا رہے

تک لیا غصے سے اسکا دماغ پھٹ رہا تھا اس بیوقوف

لڑکی کیساتھ آغا جان اُسکا زبردستی نکاح کروا رہے

تھے کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے اُنکی پوتی اُنکی

آنکھوں سے دور جائے اور اُدھر وہ معصوم جواریش کے

نکاح کا سن لوڈیاں ڈال رہی تھی کہ چلو اب اس بلا سے

جان چھوٹی لیکن جان تو اُسکی تب نکلی جب اُسکی

نکاح کا سن لوڈیاں ڈال رہی تھی کہ چلو اب اس بلا سے
جان چھوٹی لیکن جان تو اُسکی تب نکلی جب اُسکی
ماں نے اُسکے سر پر سرخ آنچل ڈالتے ہوئے کہا اُسکا
نکاح ہے اریش سے۔ "مارنا ہے تو مار دے ماما لیکن اس
جلاد ڈائنا سور سے نکاح تو نہ کروائیں۔"

لگتی ہے ارین سے۔ "مارنا ہے تو مار دے ماما میں اس

جلاد ڈائنا سور سے نکاح تو نہ کروائیں۔"

"لالہ کی جائے گی بارات، رنگیلی ہو گی رات، منگن میں
ناچوں گی۔" ہانم خوشی میں راجا کی جگہ لالہ لگاتی
ناچتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی تو اپنے کمرے میں

ناچوں گی۔" ہانم خوشی میں راجا کی جگہ لالہ لگاتی
ناچتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی تو اپنے کمرے میں
اپنی ماں اور تائی کے ساتھ کھڑوس لالہ ارف اریش
خانزادہ کو دیکھ اُس کی جان ہوا ہوئی تھی۔" لالہ، میں
نے کچھ بھی نہیں کہا۔" اپنے لبوں کو چبا کر کہتی

نے کچھ بھی نہیں کہا۔" اپنے لبوں کو چبا کر کہتی ہوئی وہ اپنی گھبراہٹ کو قابو کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی جبکہ اریش خانزادہ ہانم کو اپنی سرخ نگاہوں سے گھورتا کمرے سے نکل گیا۔ غصے سے اُس کا دماغ پھٹ رہا تھا، اس بیوقوف لڑکی کے ساتھ آغا جان

نگاہوں سے گھورتا کمرے سے نکل گیا۔ غصے سے اُس کا
دماغ پھٹ رہا تھا، اس بیوقوف لڑکی کے ساتھ آغا جان
اُس کا زبردستی نکاح کروا رہے تھے کیونکہ وہ نہیں
چاہتے تھے اُن کی پوتی اُن کی آنکھوں سے دور جائے۔
"تائی جان، اریش لالا کو بچپن میں آپ نے کیا کھلایا
تھا جو ہر وقت سر پر خم چڑھائے رہتے ہیں؟" غصے

"تائی جان، اریش لالا کو بچپن میں آپ نے کیا کھلایا
تھا جو ہر وقت سرخ مرچیں چبائے رہتے ہیں؟" غصے
سے اس کے سرخ چہرے کو یاد کرتے ہوئے وہ آگے بڑھتے
ہوئے فرزانہ بیگم کے گرد اپنے بازوؤں کو باندھتی ہوئی
گویا ہوئی تھی جبکہ فرزانہ بیگم نے مسکرا کر اس کی

ہوئے فرزانہ بیگم کے گرد اپنے بازوؤں کو باندھی ہوئی

گویا ہوئی تھی جبکہ فرزانہ بیگم نے مسکرا کر اس کی

جانب دیکھا تھا، نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر

اس کا ماتھا چومتے ہوئے وہ اسے خوش رہنے کی دعا کر

گئی تھی۔ "وہ بس تھوڑا سا پریشان ہے، نہیں تو میرا

بیٹا بہت اچھا ہے، بس اگر تم اپنی حرکتوں سے باز آ

گئی تھی۔ "وہ بس تھوڑا سا پریشان ہے، نہیں تو میرا
بیٹا بہت اچھا ہے، بس اگر تم اپنی حرکتوں سے باز آ
جاؤ تو تمہیں غصے سے دیکھنا بھی بند کر دے گا۔"
مسکرا کر کہتے ہوئے فرزانہ بیگم نے اس کے تھوڑی دیر
پہلے گوہر افشانی کرنے پر ٹانگ کھینچی تھی جبکہ وہ

پہلے گوہر افشانی کرنے پر ٹانگ کھینچی تھی جبکہ وہ اپنی آنکھوں کو میچ کر کھولتے ہوئے اپنے دانتوں کی نمائش کر گئی تھی۔ "وہ تو میں خوش تھی نا، ابھی ابھی مجھے شمع نے بتایا ہے کہ آپ لالہ کی شادی کر رہے ہیں، کتنی اچھی بات ہے نا تائی جان! مجھے ایک

ابھی مجھے شمع نے بتایا ہے کہ آپ لالہ کی شادی کر رہے ہیں، کتنی اچھی بات ہے ناتائی جان! مجھے ایک اچھا سا جوڑا لے کر دیجیے گا، میں لالہ کی شادی میں سب سے خوبصورت لگنا چاہتی ہوں۔" مسکرا کر کہتی ہوئی وہ اپنی بڑی آنکھوں کو جھپکا کر گویا ہوئی تھی جبکہ فرزانہ بیگم زرا سے دیکھتے ہوئے

ہوئی وہ اپنی بڑی آنکھوں کو جھپکا کر گویا ہوئی
تھی جبکہ فرزانہ بیگم نے اسے دیکھتے ہوئے اپنے لب
دبائے تھے، اگر اسے آنے والے وقت کی خبر ہو جاتی تو
اس کی یہ تمام خوشی ہوا ہو جاتی۔" اریش کی
شادی پر تم سب سے زیادہ خوبصورت لگو گی، اس بات

اس کی یہ تمام خوشی ہوا ہی ہو جاتی۔" اریش کی
شادی پر تم سب سے زیادہ خوبصورت لگو گی، اس بات
کی تسلی رکھو۔" نرمی سے بولتے ہوئے جھک کر اس کے
ماتھے کو چومتی ہوئی وہ باہر کی جانب بڑھ گئی تھی
جبکہ اس نے اچنبھے سے اپنی ماں اور پھر باہر نکلتی
ہوئی تائی کو دیکھا تھا۔ وہ معصوم جو اریش کے نکاح

جبکہ اس نے اچنبے سے اپنی ماں اور پھر باہر نکلتی
ہوئی تائی کو دیکھا تھا۔وہ معصوم جو اریش کے نکاح
کا سن لوڈیاں ڈال رہی تھی کہ چلو،اب اس بلا سے
جان چھوٹی، لیکن جان تو اُس کی تب نکلی جب اُس
کی ماں نے اُس کے سر پر سرخ آنچل ڈالتے ہوئے کہا کہ

جان پھوپھی ہے، لیکن جان تو اُس کی تب نکلی جب اُس

کی ماں نے اُس کے سر پر سرخ آنچل ڈالتے ہوئے کہا کہ

اُس کا نکاح ہے اریش سے۔ "ماما، آپ یہ کیا کہہ رہی

ہیں؟ دیکھیں اگر کسی طرح کا مذاق ہے تو میں آپ کو

پہلے ہی بتا دیتی ہوں کہ میں نہایت نازک دل کی ایک

نازک سی لڑکی ہوں، آپ کو مجھ سے ایسا مذاق نہیں

پہلے ہی بتا دیتی ہوں کہ میں نہایت نازک دل کی ایک
نازک سی لڑکی ہوں، آپ کو مجھ سے ایسا مذاق نہیں
کرنا چاہیے۔ کہاں اریش لالا جیسے جلاد انسان اور کہاں
میں معصوم سی لڑکی۔" اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر نہایت
ہی ڈرامائی انداز میں کہتے ہوئے اس نے اپنی ماں کو

ہی ڈرامائی انداز میں کہتے ہوئے اس نے اپنی ماں کو دیکھا تھا جو اس کی بات پر گہرا سانس بھر گئی تھی۔

"ہانی، تم سے کتنی مرتبہ کہا ہے بڑی ہو جاؤ، جس طرح قد سے بڑی ہو گئی ہو۔ یہ تمہارے نکاح کا دوپٹہ ہے،

شام کو مولوی صاحب تمہارا نکاح اریش سے کرنے کے
لیے آرہے ہیں، تیار رہنا۔" نرمی سے بول کر اس کے ہاتھ
میں سرخ آنچل تھامتی ہوئی وہ اسے آگاہ کر رہی تھی
جبکہ وہ حیرت سے پھٹی ہوئی آنکھوں کے ساتھ کبھی
اپنی ماں کے چہرے کو دیکھتی تو کبھی اس سرخ

آنچل کو جو اس کے ہاتھوں میں موجود تھا۔ "مارنا ہے
تو مار دے ماما، لیکن اس جلاد ڈائنا سور سے نکاح تو نہ
کروائیں۔ میں تو نہیں کچھ وقت کے لیے بھی برداشت
نہیں کر سکتی، کہاں آپ میرا نکاح اس جلاد سے کر
رہی ہیں، میں اس کے ساتھ ساری زندگی کیسے گزاروں

گی؟" روتی ہوئی صورت بنا کر کہتی ہوئی وہ سامنے
ٹھہری ہوئی اپنی ماں کو دیکھتے گویا ہوئی تھی جبکہ
شائستہ بیگم نے اسے دیکھ کر اپنا سر نفی میں ہلایا
تھا۔ "جتنا کہا گیا اتنا کرو، یہ میرا نہیں تمہارے آغا جان
کا فیصلہ ہے۔ اگر تمہیں اس فیصلے سے اعتراض ہے تو

تم جا کر اپنے آغا جان کو بتا سکتی ہو، مجھے درمیان میں گھسیٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔" سنجیدگی سے اسے آگاہ کرتے ہوئے وہ باہر کی جانب بڑھ گئی تھی جبکہ وہ بے بسی سے اپنے لب کاٹ کر اس سرخ دوپٹے پر اپنی نگاہیں جما گئی تھی۔ "اف میرے خدا، میں نے

پر اپنی لڑکی نہیں سمجھا تھا۔ آپ تو میرے خدا ہیں، میں نے

ایسے کون سے گناہ کر دیے ہیں جس کی سزا کے طور پر

آپ اس جلاد سے مجھے باندھنا چاہتے ہیں؟" بے بسی

سے کہتے ہوئے اس نے اپنی آنکھیں میچی تھیں۔

"آغا جان، آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ سچ

"آغا جان، آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ سچ
بتائیں، کیا میں آپ کی سگی پوتی ہوں یا پھر آپ کہیں
سے مجھے اٹھا کر تو نہیں لائے تھے؟ آپ میرے ساتھ
ایسے کیسے کر سکتے ہیں؟ مطلب کچھ بھی، آپ میری
شادی اپنے جلاد ڈائنا سور، پوتے کے ساتھ کیسے کر
سکتے ہیں؟"

سکتے ہیں؟" رونی سی صورت بنا کر کہتی ہوئی وہ آ
کر ان کے پاس دھپ سے بیٹھی تھی جبکہ اپنے بازوؤں
کو ان کے گرد رکھتے ہوئے وہ مگرمچھ کے آنسو لیے
ہوئے گویا ہوئی تھی۔ "پاگل، میرا پوتا لاکھوں میں ایک
ہے، لاکھوں میں ایک۔ چراغ لے کر ڈھونڈو گی تب بھی

ہے، لاکھوں میں ایک۔ چراغ لے کر ڈھونڈو گی تب بھی
نہیں ملے گا۔" نرمی سے بولتے ہوئے آغا جان نے اس کے
سر پر ہاتھ رکھا تھا جبکہ وہ ہنوز چہرہ لٹکائے ہوئے
بیٹھی ہوئی تھی۔ "پھر بھی مجھے نہیں کرنی آپ کے
پوتے سے شادی۔ عمر میں کتنے بڑے ہیں مجھ سے،
پورے انکل لگتے ہیں۔" منہ بنا کر کہتی ہوئی وہ ایک

پورے انکل لگتے ہیں۔" منہ پھلا کر کہتی ہوئی وہ ایک اور تاویل پیش کر چکی تھی جبکہ آغا جان نے بہت مشکل سے اپنے لبوں پر ابھرنے والی مسکراہٹ کو روکا تھا۔"جب تم دونوں شادی کر لو گے تو تم دونوں ایک جیسے دکھائی دو گے۔" نرمی سے بولتے ہوئے ان کی

جیسے دکھائی دوگے۔ گرمی سے بولتے ہوئے ان کی

تاویل کورد کیا تھا۔ "کیا مطلب ایک جیسے لگوگے؟ کیا

میں آپ کو آنٹی دکھائی دیتی ہوں؟ ارے میری عمر ہی

کیا ہے، ابھی تو میں اٹھارہ سال کی ہوں اور آپ کا پوتا

پورے پچیس سال کا ہے اور عنقریب چھبیس کا ہو

جائے گا۔" آغا جان کا چہرہ دیکھ کر کہتی ہوئی وہ

جائے گا۔" آغا جان کا چہرہ دیکھ کر کہتی ہوئی وہ
مصنوعی غصہ چہرے پر لائے ہوئے گویا ہوئی تھی جس
پر آگے بڑھتے ہوئے انہوں نے اس کے کان کھینچے تھے۔
"بس کرو ڈرامے باز، یہ رشتہ ہم نے خود طے کیا ہے۔
ہم چاہتے ہیں کہ تمہارا نکاح اریش سے کر دیں، جس

ہم چاہتے ہیں کہ [illegible] جس
طرح وہ تمہاری حفاظت کر سکتا ہے اس طرح ہم نہیں
کر سکتے، اور تمہارے بابا کی جانے کے بعد ہم نے تمہاری
حفاظت کا ذمہ اپنے سر لیا تھا۔" زمی سے مسکرا کر
کہتے ہوئے وہ اسے خاموش ہونے پر مجبور کر گئے تھے۔
تبھی سر جھکا کر اپنی انگلیوں کو دیکھتی ہوئی وہ

کبھی سر جھکا کر اپنی انگلیوں کو دیکھتی ہوئی وہ
اپنی آنکھوں کو نم ہونے سے روک نہیں پائی تھی۔ "میں
آپ کے فیصلے کی قدر کرتی ہوں آغا جان، مگر یہ بات
آپ اچھے طریقے سے یاد رکھیے گا، آپ کے پوتے کو ٹف
ٹائم دینے والی ہوں میں۔ نرمی کی امید مجھ سے مت
رکھیے گا۔ جس وقت انہوں نے نرمی

رکھے گا، جس قدر انہوں نے میرا خون جلایا ہے، ایک ایک چیز کا بدلہ میں نے نہیں لیا تو میرا نام بھی ہانم خانزادہ نہیں۔" آنکھوں میں عزم لیے ہوئے کہتی وہ انہیں مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی جبکہ اپنی پوتی کی فطرت سے وہ واقف تھے، اب ان کے پوتے کو خدا

کی فطرت سے وہ واقف تھے، اب ان کے پوتے کو خدا

ہی بچا سکتا تھا۔

"ہانی بیٹا، بہت بہت مبارک ہو۔" نرم مسکراہٹ کے ساتھ

کہتی ہوئی فرزانہ بیگم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا

جبکہ وہ مسکرا بھی نہیں سکی تھی، زندگی کے اتنے

جبکہ وہ مسکرا بھی نہیں سکی تھی، زندگی کے اتنے بڑے فیصلے پر اس کے دل میں کوئی بھی جذبات موجود نہیں تھے، تبھی گہرا سانس بھر کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ "ٹھیک ہے، اب میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ ابھی اپنے قدم آگے

بڑھانے لگی تھی جب شائستہ بیگم نے اسے کہنی سے
تھام کر پیچھے کی جانب کیا تھا۔ "کوئی تمیز نام کی
چیز ہے بھی یا نہیں؟ کہاں جا رہی ہو تم؟ ابھی ابھی
تمہارا نکاح ہوا ہے اور تمہیں اپنے شوہر کے کمرے میں
جانا ہے۔" گھور کر کہتی ہوئی شائستہ بیگم نے اسے

جانا ہے۔" گھور کر رہی ہوئی شائستہ بیگم نے اسے
بولتے ہی اس کے سر پر بم پھوڑا تھا جبکہ وہ تو پھٹی
پھٹی آنکھوں سے پہلے اپنی ماں اور پھر اپنی تائی اور
اس کے بعد آغا جان کو دیکھ رہی تھی، جبکہ اریش
خانزادہ تو نکاح ہونے کے فوراً بعد فٹ سے باہر نکل گیا
تھا۔ "میں ہرگز بھی رخصت ہو کر [illegible] میرا مطلب

تھا۔ "میں ہر گز بھی رخصت ہو کر۔۔لا۔ میرا مطلب
ہے میں رخصت ہو کر ان کے کمرے میں نہیں جا رہی،
مجھے اپنے کمرے میں جانا ہے اور ابھی سے رخصتی
کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی، یہ بات اب یاد رکھیں۔
اگر کسی نے میرے ساتھ زبردستی ہونے کی کوشش کی

تو اچھا نہیں ہو گا۔" جھنجھلا کر کہتے ہوئے وہ ایک
ہاتھ سے وہ سرخ دوپٹہ اتار کر ہاتھ میں تھامتی اپنے
کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی جبکہ شائستہ بیگم نے
اپنا ہاتھ ماتھے پر رکھا تھا۔"مجھے معاف کرنا فرزانہ،
یہ لڑکی ایسے ہی ہے، کم عقل۔"اس کی عقل پر ماتم

یہ لڑکی ایسے ہی ہے، کم عقل۔" اس کی عقل پر ماتم کرنے کے انداز میں بولتی ہوئی شائستہ بیگم نے اپنا سر نفی میں ہلایا تھا جس پر سامنے بیٹھ کر فرزانہ بیگم نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔ "کوئی بات نہیں، بچی ہے، سہی ہو جائے گی۔ اور ویسے بھی ابھی تک ابھی سے بھی ہم نے رخصتی کی بات نہیں کی تھی تو

اریش سے بھی ہم نے رخصتی کی بات نہیں کی تھی تو
بہتر یہی ہے کہ کچھ وقت کے لیے رخصتی ٹال دیتے
ہیں تاکہ بچوں کو وقت مل جائے۔" نرمی سے کہتے ہوئے
وہ اسے تسلی دے کر آگے کی جانب بڑھ گئی تھی جبکہ
پیچھے آغا جان نے بھی اپنی پلکوں کو جھپکا کر

پیچھے آغا جان نے بھی اپنی پلکوں کو جھپکا کر
شائستہ بیگم کو ٹھنڈے رہنے کا اشارہ کیا تھا اور پھر
اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھائے تھے، جو کچھ
ہو چکا تھا فی الحال کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔

"کہاں جا رہی ہو تم؟" اسے کالج کی یونیفارم میں

"کہاں جارہی ہو تم؟" اسے کالج کی یونیفارم میں ملبوس، سر پر سیاہ رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے دیکھ کر اریش خانزادہ نے اپنے لب بھینچتے ہوئے اس سے پوچھا تھا جبکہ وہ اسے نظرانداز کرتے ہوئے آگے بڑھ گئی تھی۔ "آپ سے مطلب؟ اپنے کام سے کام رکھیں۔"

سنجیدگی سے بولتے ہوئے وہ اپنے کندھے پر بیگ کی گرفت مضبوط کیے ہوئے چند قدم آگے چلی گئی تھی جب کہنی اس کی گرفت میں آئی تو وہ رک گئی۔ "مت بھولو کہ تم میرے نکاح میں ہو اور تم پر تم سے بھی زیادہ حق میرا ہے، تو آئندہ اگر مجھے پلٹ کا جواب

زیادہ حق میرا ہے، تو آئندہ اگر مجھے پلٹ کا جواب
دینے کی کوشش بھی کی تو تمہاری زبان کاٹ کر ہاتھ
میں رکھ دوں گا۔" سرد نظروں سے اس کے وجود کو
گھور کر بولتے ہوئے وہ گویا ہوا تھا، جو نکاح ہونے کے
بعد سے ہی سر پر چڑھ رہی تھی۔ کہاں تو وہ اس سے
ڈر کر سہمی رہتی تھی اور اب اس کے گلے پڑ رہی تھی

ڈری سہمی رہتی تھی اور اب اس کے گلے ہی پڑی رہتی تھی۔ "دیکھیں، لا۔۔ میرا مطلب ہے اریش، ہم دونوں کی شادی ہوئی ضرور ہے مگر نہ آپ یہ کرنا چاہتے تھے اور نہ ہی میں کرنا چاہتی تھی، تو یہ بلاوجہ کا بکھیڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے، آپ اپنے راستے اور میں اپنے

کرنے کی ضرورت نہیں ہے، آپ اپنے راستے اور میں اپنے
راستے۔ اگر زیادہ میرے ساتھ چپکی ہونے کی کوشش کی
ناتو میں آپ کی جان کا عذاب بن جاؤں گی، اس لیے
جتنا ہو سکے مجھ سے چند فٹ کے فاصلے پر رہیے گا۔"
اپنی بڑی بڑی پلکیں جھپکا کر کہتی ہوئی وہ اسے
گھورنے پر مجبور کر گئی تھی۔ جب مضبوطی سے اس

گھورنے پر مجبور کر گئی تھی۔ جب مضبوطی سے اس
کے بازو کو تھام کر وہ اپنے بے حد نزدیک کر چکا تھا،
وہ حال کے اس حصے میں ٹھہرے ہوئے تھے جو کہیں
سے بھی دکھائی نہیں دیتا تھا، ہاں مگر مین گیٹ کا
دروازہ ضرور اس طرف سے دکھائی دیتا تھا، مگر اس

طرف ہانی کی پیٹھ تھی اور اریش خانزادہ کی نگاہیں وقتاً فوقتاً دروازے کی جانب بھی دیکھ رہی تھیں۔ اپنا مضبوط ہاتھ اس کی کمر پر رکھتے ہوئے وہ اس کے بے حد نزدیک ہوا تھا۔ "اب بتاؤ تم کیا کہہ رہی تھی؟" سنجیدگی سے بولتے ہوئے وہ اپنی پر تپش سانسوں کا

سنجیدگی سے بولتے ہوئے وہ اپنی پر تپش سانسوں کا لمس اس کے چہرے پر چھوڑتے اسے سرخ کرنے کا باعث بنا تھا۔ جب بوکھلا کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ اس کی گرفت سے باہر آئی تھی۔ "دیکھیں آپ میرے ساتھ یوں نہیں کر سکتے، یہ۔۔۔یہ۔۔۔" لڑکھڑائے ہوئے لہجے میں بولتی وہ الفاظ ڈھونڈنے کی کوشش کر

ہوئے لہجے میں بولتی وہ الفاظ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی مگر اریش خانزادہ کی پر تپش گرفت میں اس کے تمام الفاظ لبوں سے ہی ٹوٹتے چلے گئے تھے۔"آئندہ میرے سامنے اس لہجے میں بات کرنے کی کوشش کی تو میں ایک پل نہیں لگاؤں گا تمہاری رخصتی کرکے

تو میں ایک پل نہیں لگاؤں گا تمہاری رخصتی کرتے

اپنے کمرے میں لے جاتے ہوئے، اور پھر میں تمہیں اچھے

طریقے سے بتاؤں گا کہ تم پر کس کا حق زیادہ ہے۔"

سنجیدگی سے بولتا ہوا وہ اس کے سر پر ڈھلکتی ہوئی

چادر کو ٹھیک کرتے ہوئے اس کا ہاتھ مضبوطی سے

تھامے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا جبکہ وہ احتجاج بھی

تھامے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا جبکہ وہ احتجاج بھی
نہیں کر پائی تھی، بس دل ہی دل میں اسے جلاد کے
لقب سے نوازتی ہوئی اس کے ساتھ کار میں آن بیٹھی
تھی۔ "آئندہ کالج چھوڑنے کے لیے میں تمہیں خود جاؤں
گا، ڈرائیور کے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے، اور
واپسی پر بھی تمہارا انتظار کروں گا، اگر تم نے

واپسی پر بھی تم میرا انتظار کرو گی۔ اگر تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کرنے کی کوشش کی تو میں اس پر عمل کر جاؤں گا جو میں نے تم سے بولا ہے۔" سنجیدگی سے بولتے ہوئے وہ سامنے راستے کو دیکھتے ہوئے گاڑی کو سٹارٹ کر کے آگے بڑھ گیا تھا جبکہ وہ

ہوئے گاڑی کو سٹارٹ کر کے آگے بڑھ گیا تھا جبکہ وہ پھولے ہوئے منہ کے ساتھ اپنا چہرہ موڑ گئی تھی۔ "جلاد کہیں کا!"

"کیا ہوا ہے ہانی، تمہارا منہ کیوں اترا ہوا ہے؟ ایسا لگتا ہے جیسے صبح ہی صبح تم نے کریلے کا جوس پی لیا

ہے جیسے ابھی ابھی تم نے کریلے کا جوس پی لیا

ہو۔"اس کی دوست مہر اس کے چہرے کو دیکھ کر

بولتی ہوئی اپنی ہنسی کو دبا گئی تھی جبکہ ہانی نے

اسے قہر بھری نظروں سے دیکھا تھا۔"تم کسی دن

میرے ہاتھوں ضائع ہو جاؤ گی لڑکی، دفعہ ہو جاؤ یہاں

سے اپنی منحوس شکل لے کر، مجھے تمہاری شکل نہیں

سے اپنی منحوس شکل لے کر، مجھے تمہاری شکل نہیں
دیکھنی۔" خفگی سے اس کے چہرے کو دیکھ کر بولتی
ہوئی وہ اپنے بال جھٹکتے ہوئے آگے کی جانب بڑھ گئی
تھی۔ ایک تو صبح ہی صبح اس جلاد کی شکل دیکھ لی
تھی اور اوپر سے اس کی وہ باتیں، وہ احکام، تو ہانی

کے سر پر لگ رہے تھے اور تلووں پر بج رہے تھے۔ "اس جلاد کی تو، آئے بڑے مجھے آرڈر دینے والے! اب میں بھی دیکھتی ہوں کہ یہ کیسے اپنی زندگی سکون سے گزار سکتے ہیں، اگر میں نے بھی انہیں ناکوں تلے چنے نہ چبوانے پر مجبور کر دیے تو میرا نام بھی ہانی اریش

نہ پچھتانے پر مجبور کر دیے تو میرا نام بھی اریش
خانزادہ نہیں۔" روانی میں بڑبڑاتے ہوئے وہ پیر پٹختے
ہوئے آگے بڑھ گئی تھی، بغیر اس بات پر غور کیے ہوئے
کہ وہ اب خود کو اریش خانزادہ سے جوڑنے لگی ہے۔
"آج مجھے پہلے سے جلدی چھٹی ہو جائے گی، بارہ بجے
ٹائم سے آ جائے گا، نہیں تو میں ڈرائیور کو فون کر کے

ٹائم سے آجائے گا، نہیں تو میں ڈرائیور کو فون کر کے اس کے ساتھ آجاؤں گی۔" اریش خانزادہ کے موبائل پر میسج چھوڑتی ہوئی وہ لبوں پر مسکراہٹ لیے ہوئے آگے بڑھ گئی تھی۔ "اب کرنے دو اسے انتظار، جتنا اس نے میرا خون جلایا ہے اس سے دگنا خون اریش خانزادہ کا بھی جلنا چاہیے نا۔" مسکرا کر کہتے ہوئے وہ اپنے ہاتھ

بھی جلنا چاہیے نا۔" مسکرا کر کہتے ہوئے وہ اپنے ہاتھ جھاڑتے ہوئے آگے کی جانب بڑھ گئی تھی۔

گہری سانس بھر کر اریش خانزادہ نے اپنی گھڑی پر وقت دیکھا تھا جو اب ایک بجا رہی تھی۔ گہرا سانس

وقت دیکھا تھا جو اب ایک بجا رہی تھی۔ گہرا سانس بھر کر اس نے اپنے ضبط کی طنابوں کو ٹوٹنے سے بمشکل روکا تھا جو اس لڑکی کے ساتھ ویسے ہی بمشکل وہ رکھ پاتا تھا۔ جب ٹھیک ایک بجا تھا اور کالج کے گیٹ کھلے تھے تب وہ لبوں پر مسکراہٹ کو دبائے ہوئے ٹک ٹک کرتے ہوئے قدموں کے ساتھ چل کر

ہوئے ٹک ٹک کرتے ہوئے قدموں کے ساتھ چل کر
باہر آئی تھی۔ "ارے، میں آپ کو بتانا بھول گئی تھی کہ
کالج کی ٹائمنگ وہی ہے۔ دراصل پرنسپل نے نوٹس بورڈ
لگایا تھا مگر پھر بعد میں ایک ایکسٹرا کلاس کے چلتے
انہوں نے وہ نوٹس بورڈ کینسل کرا دیا، مگر میں آپ کو

انہوں نے وہ نوٹس بورڈ کینسل کرا دیا، مگر میں آپ کو بتانا بھول گئی۔" اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو جھپکا کر کہتی ہوئی وہ اسے دانت پیسنے پر مجبور کر گئی تھی۔

جب وہ ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر اندر بیٹھا تھا اور ٹھک سے دروازہ اس کے چہرے پر بند کیا تھا۔

اور ٹھک سے دروازہ اس نے پھر سے پر بند کیا تھا۔
مسکراہٹ کو دبا کر چلتی ہوئی وہ دوسری طرف سے
پلٹ کر گاڑی میں آن بیٹھی تھی، دل ہی دل میں اپنی
کامیابی پر خود کو مبارک باد پیش کی تھی۔ جب وہ
گاڑی کو آگے بڑھاتا ہوا اپنے لبوں کو سختی سے بھینچے
ہوئے تھا، جبڑے تن چکے تھے جبکہ سٹیرنگ ویل پر

ہوئے تھا، جبڑے تن چکے تھے جبکہ سٹیرنگ ویل پر
رکھے ہوئے اس کے ہاتھوں کی گرفت مضبوط ہوتے ہوئے
رگیں ابھر رہی تھیں۔ بلا اختیار ہانی کو غلط ہونے کا
احساس ہوا تھا مگر وہ ہانی ہی کیا جو اپنی غلطی کو
اتنی آسانی سے مان لے، تبھی جی کڑا کرتے ہوئے وہ

اتنی آسانی سے مان لے، تبھی جی کڑا کرتے ہوئے وہ

گہرا سانس بھرتے اپنی نظروں کو باہر بھاگتے ہوئے

مناظر پر ٹکا چکی تھی۔ جب ایک جھٹکے سے گاڑی

رکی تھی اور اریش خانزادہ نے پلٹ کر سرخ ہوتی

آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھا تھا۔ "ہانم خانزادہ، تمہیں

معلوم ہے کہ تم نے آج کیا کیا ہے؟" سنجیدگی سے ا

معلوم ہے کہ تم نے آج کیا کیا ہے؟" سنجیدگی سے اس
کے قریب اپنا چہرہ لے کر آتے ہوئے وہ نہایت ہی دھیمی
آواز میں بولا تھا مگر ہانی نے اپنے حلق کو تر کرتے ہوئے
اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا تھا۔ "ار۔۔اریش"
کپکپاتے ہوئے لبوں سے اس کا نام برآمد ہوا تھا۔ جب

کپکپاتے ہوئے لبوں سے اس کا نام برآمد ہوا تھا۔ جب اریش نے آنکھیں میچ کر کھولتے ہوئے اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔ "تم میرے ضبط کی انتہا کو آزماتی ہو ہانم۔" دانت پیس کر بولتے ہوئے اس نے مزید خود کو غصہ کرنے سے روکا تھا۔ "ایم۔۔۔ ایم سوری، مجھے اندازہ نہیں

کرنے سے روکا تھا۔"ایم۔۔۔ایم سوری، مجھے اندازہ نہیں
تھا کہ۔"سرخ نگاہوں سے اپنی جانب دیکھتے ہوئے پا
کر گھبراتے ہوئے اس نے اپنی طرف سے وضاحت دینے
کی کوشش کی تھی۔جب اریش خانزادہ نے آگے بڑھتے
ہوئے اسے دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنے قریب کیا تھا۔
"وہ۔میں تو۔۔"سانسوں کا لمس اس کے چہرے پر پڑتے

"وہ۔ میں تو۔۔" سانسوں کا لمس اس کے چہرے پر پڑتے
ہوئے محسوس کر اس کا چہرہ پل میں بھاپ چھوڑنے
لگا تھا۔ "تم میرے ہاتھوں کسی دن ضائع ہو جاؤ گی،
میرے ضبط کا مزید امتحان لینا بند کرو ہانم اریش
خانزادہ۔ تمہیں اندازہ بھی ہے کہ میں نے اپنی کتنی اہم

خانزادہ۔ تمہیں اندازہ بھی ہے کہ میں نے اپنی کتنی اہم
میٹنگ تمہیں صرف یہاں سے پک کرنے کے لیے چھوڑ
دی، وہ میرے لیے کتنی اہم میٹنگ تھی؟" اگرچہ اس کی
آواز بلند نہیں تھی مگر دانت پیس کر جو الفاظ اس کے
لبوں سے برآمد ہو رہے تھے وہ ہانم کو اپنے کانوں کو
چیرتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ تبھی پل میں اس

چیرتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ تبھی پل میں اس

کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔ "میں۔۔۔ایم سوری۔"تکلیف

سے سن پڑتے ہوئے بازو کو محسوس کرتے ہوئے وہ بس

اپنا سر جھکاتے ہوئے یہی گویا ہوئی تھی۔ جب ایک

جھٹکے میں اسے پیچھے کی جانب چھوڑتے ہوئے وہ تیز

[illegible]

رفتاری میں گاڑی کو آگے بڑھا لے گیا تھا۔ کچھ ہی دیر
بعد گاڑی میں ابھرنے والی ہانی کی سسکیوں کی آواز
پر وہ اپنے دانت پیستے ہوئے پھر سے گاڑی کو بریک لگا
چکا تھا۔ ہاتھ بالوں میں پھیر کر خود پر قابو کرنے کی
کوشش کرتے ہوئے اس نے گہرا سانس بھرا تھا۔ "ہانی،

کوشش کرتے ہوئے اس نے گہرا سانس بھرا تھا۔ "ہانی، رونا بند کردو، میں پریشان تھا اس وجہ سے میں نے تم پر غصہ کیا۔" دھیمی آواز میں بولتے ہوئے اس نے اپنے جبڑوں کو مزید تننے سے روکا تھا۔ "آپ بہت برے ہیں، اگر یہ شادی آپ کی مرضی کے خلاف ہوئی ہے تو میری بھی اس میں مرضی نہیں تھی، آپ زبردستی مجھ پر

بھی اس میں مرضی نہیں تھی۔ آپ زبردستی مجھ پر
اپنے فیصلے لاد نہیں سکتے اور اس طرح کے سلوک کی
حقدار میں نہیں ہوں، مجھے بازو میں بہت درد ہو رہا
ہے۔" بھرائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ کہتی ہوئی وہ اسے
دیکھ رہی تھی۔ جب بے اختیار اپنی آنکھیں میچ کر اس

دیکھ رہی تھی۔ جب بے اختیار اپنی آنکھیں میچ کر اس نے اپنے اندر اٹھتے ہوئے اشتعال پر قابو پایا تھا۔ "ٹھیک ہے، ایم سوری، مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا مگر تمہیں یہ بات سمجھنی چاہیے، آئندہ ایسی کوئی بھی شرارت مت کرنا۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ گاڑی کو آگے بڑھا لے گیا تھا مگر ہانی ہنوز خفت سے منہ پھلائے

آگے بڑھالے گیا تھا مگر ہانی ہنوز خفت سے منہ پھلائے
ہوئے اپنا چہرہ دوسری طرف موڑ گئی تھی۔ دروازے کے
آگے گاڑی روکتا ہوا وہ اس سے پہلے کہ ہانی نکل کر باہر
جاتی، ایک ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنی مضبوط
گرفت میں تھام چکا تھا۔ سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس

گرفت میں تھام چکا تھا۔ سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس

نے دوسرے ہاتھ سے کچھ ٹٹولتے ہوئے اس کی جانب

ہاتھ بڑھایا تھا اور اس کی مٹھی میں ایک ٹیوب رکھی

تھی۔ "بازو پر لگا لینا، درد کم ہو جائے گا۔" سنجیدگی

سے بولتا ہوا وہ نرمی سے اس کا ہاتھ چھوڑ چکا تھا

جبکہ ہانی نے ٹیوب کو ہاتھوں میں سختی سے دبوچتے

جبکہ ہانی نے ٹیوب کو ہاتھوں میں سختی سے دبوچتے ہوئے اپنے قدم گاڑی سے باہر رکھتے ٹھک سے دروازہ بند کیا تھا اور دوڑتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہو چکی تھی۔
پیچھے اریش خانزادہ نے گہرا سانس لے کر اپنے اعصابوں پر قابو پانے کی کوشش کی تھی۔

ہیلو، کون بول رہا ہے؟ کیوں مجھے بار بار پریشان کر رہے ہیں؟ جب بات نہیں کرنی تو سارا دن کال کر کے میرا میٹر مت گھمائیں آپ، اور دوبارہ کال کرنے کی زحمت مت کیجیے گا، جب کچھ بولنا ہی نہیں ہے تو۔"

کال اٹھا کر کان کے ساتھ لگاتی ہوئی وہ ایک ہاتھ کمر
پر رکھے تیز تیز لہجے میں گویا ہوئی تھی۔ ایک تو صبح
سے اریش خانزادہ سے ہوئی اپنی بے عزتی پر اور اوپر
سے دوپہر میں جب سے وہ اٹھی تھی تب سے ایک
انجان نمبر سے بار بار کال آ رہی تھی، جب وہ کال کو

انجان نمبر سے بار بار کال آ رہی تھی، جب وہ کال کو
اٹھا کر سامنے سے بولتی تو کوئی جواب موصول ہی
نہیں ہوتا تھا، اور اب مغرب کے بعد تک اس کی ہمت
جواب دے گئی تھی۔ تبھی موبائل فون اٹھا کر وہ نان
سٹاپ شروع ہو چکی تھی، جب اس مرتبہ سامنے سے
بھی لمبی خاموشی سننے کو آئی تھی۔ تبھی کال اس سے

بھی لمبی خاموشی سننے کو آئی تھی۔ تبھی کان سے
موبائل ہٹا کر اسے گھورتے ہوئے اس سے پہلے کہ وہ کال
کاٹتی، سامنے سے گونجنے والا بھاری گمبھیر لہجہ
سنتے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔
"کیسی ہو ہانم؟" بھاری گمبھیر گونجنے والا لہجہ اسے

لب کاٹنے پر مجبور کر گیا تھا۔ "آپ کون بات کر رہے ہیں

اور آپ کو میرا نام کیسے پتہ ہے؟" سنجیدگی سے بولتی

ہوئی وہ کچھ سوچتے ہوئے گویا ہوئی تھی جبکہ

موبائل دیکھتے ہوئے اس نے نمبر کو بھی دیکھا تھا مگر

یہ نمبر اس کے ذہن میں کہیں بھی نہیں آ رہا تھا، تو یہ

یہ خبر اس کے ذہن میں بھی نہیں آ رہا تھا تو یہ
کون تھا جو اسے جانتا تھا؟" مجھے تمہارے نام کے
علاوہ بہت کچھ معلوم ہے اور میں کون ہوں یہ بات تم
عنقریب جان لو گی۔ تمہیں ایک مرتبہ آگاہ کرنا چاہتا
تھا کہ تم ذہنی طور پر خود کو تیار کر لو، تم میری ہو
اور آج نہیں تو کل تمہیں میرے پاس آ کر ہی رہنا ہی

اور آج نہیں تو کل تمہیں میرے پاس آ کر ہی رہنا ہی
ہے۔ "سنجیدگی سے بولتے ہوئے اسے حلق تر کرنے پر
مجبور کر گیا تھا۔ "دیکھیں، آپ جو کوئی بھی ہے، خواہ
مخواہ مجھے پریشان کرنا بند کریں۔ نہیں تو آپ میرے
گھر والوں کو نہیں جانتے، اگر میں نے انہیں اس کال کا
بتا دیا تو آپ کے ساتھ بالکل بھی اچھا نہیں ہو گا۔ اس

بتادیا تو آپ کے ساتھ بالکل بھی اچھا نہیں ہوگا، اس
لیے دوبارہ پلٹ کر یہاں مت دیکھنا۔" گھبراتے ہوئے وہ
اپنے لہجے کو مضبوط کرتے ہوئے سامنے موجود انسان
کو دھمکی دینے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی مگر
سامنے سے بھاری گمبھیر قہقہہ برآمد ہوا تھا۔" تمہیں

لگتا ہے کہ تمہارے گھر والے تمہیں مجھ سے بچا پائیں
گے؟ یہ تمہاری اور تمہارے گھر والوں کی بھول ہے،
تبریز شمس کسی سے نہیں ڈرتا اور جو اس کا ہے سینہ
تان کر وہ اسے اپنا کہنے کی جرات رکھتا ہے، اور تم
صرف میری ہو تو یہ بات ذہن میں بٹھا دو۔ بتانا چاہو

طرف پھیری ہو تو یہ بات ذہن میں بٹھا دو۔ بتانا چاہو
تو تم اپنے گھر کے ایک ایک انسان کو بتا سکتی ہو، تم
یقین کرو جب تم انہیں بتاؤ گی تو میرے لیے راہ مزید
ہموار ہو جائے گی اور میں بڑی شان سے آ کر تمہیں ان
سے چھین سکتا ہوں، تو یہ بات ذہن میں رکھنا۔"
سنجیدگی سے ابھرنے والی آواز پر بے ساختہ اس کے

سنجیدگی سے ابھرنے والی آواز پر بے ساختہ اس کے
ہاتھ سے موبائل فون چھوٹتے رکا تھا۔ "تم جو
کوئی بھی ہو، میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے، دوبارہ
اگر یہاں پر کال کرنے کی کوشش کی تو میں نہ صرف
اپنے گھر والوں کو بتاؤں گی بلکہ پولیس میں تمہاری
کمپلین بھی کر دوں گی۔"

کمپلین بھی کر دوں گی، اس لیے دوبارہ پلٹ کر یہاں
مت دیکھنا۔" سنجیدہ لہجے میں بولتی ہوئی وہ ایک
جھٹکے سے موبائل کال کاٹ کر بستر پر گرنے کے انداز
میں لیٹتے ہوئے اسے گھور گئی تھی۔ یہ کون تھا جو
خواہ مخواہ اس کے گلے پڑنے کی کوشش کر رہا تھا؟

کیا اسے گھر میں کسی کو بتانا چاہیے تھا؟ مگر نہیں، اس کی دھمکی یاد آتے ہی اس نے اپنا فیصلہ تبدیل کیا تھا۔ نمبر بلاک کر کے موبائل فون کو ایک طرف پھینکتے ہوئے وہ باتھ روم کی جانب بڑھ گئی تھی، جو کوئی بھی تھا وہ خود ہی کال کرنا بند کر دے گا جب اسے

بھی تھا وہ خود ہی کال کرنا بند کر دے گا جب اسے

جواب موصول نہیں ہوتا۔

صبح وہ کالج کے لیے تیار ہو کر کمرے سے باہر نکلی ہی

تھی جب ملازمہ کو استری سٹینڈ کے پاس کپڑے

پریس کرتے ہوئے دیکھا تھا، مگر یہ دیکھ کر اس کی

پریس کرتے ہوئے دیکھا تھا، مگر یہ دیکھ کر اس کی
آنکھیں چمکی تھیں کہ یہ کپڑے اور کسی کے نہیں بلکہ
اریش خانزادہ کے تھے۔ تبھی لب دبا کر آگے بڑھتے ہوئے
ملازمہ کے پاس جا ٹھہری تھی۔ "رشیدہ، جاؤ میرے
کمرے میں میرا بیگ پڑا ہو گا، وہ لے کر آؤ۔" سنجیدگی
سے بولتی ہوئی وہ اپنی مسکراہٹ کو ضبط کر گئی

سے بولتی ہوئی وہ اپنی مسکراہٹ کو ضبط کرتی

تھی جبکہ ملازمہ نے ایک نظر اسے اور دوسری نظر

پریس ہوئی شرٹ پر ڈالی تھی۔ "بی بی جی، اگر

میں نے یہ شرٹ اریش بابا کو وقت پر پریس کر کے

نہیں دی تو بہت غصہ ہوں گے، میں پہلے یہ کام کر لوں

اس کے بعد آپ کو آپ کا بیگ کمرے سے لا دیتی ہوں۔"

اس کے بعد آپ کو آپ کا بیگ کمرے سے لا دیتی ہوں۔"
سنجیدگی سے بولتی ہوئی رشیدہ نے اپنی توجہ شرٹ
کی جانب مرکوز کی تھی۔ جب وہ آگے بڑھتے ہوئے اس
کے ہاتھ سے استری تھام چکی تھی۔ "میں یہ کام کر
دیتی ہوں، تم جاؤ میرے کمرے سے بیگ لے کر آؤ۔"

سنجیدگی سے بول کر اسے جانے کا اشارہ کر چکی تھی جبکہ ملازمہ نے ڈرتے ایک نظر اسے اور دوسری نظر اریش خانزادہ کی شرٹ کو دیکھا تھا، مگر پھر اس کی بات مانتے ہوئے دوسری جانب بڑھ گئی تھی۔ جب ملازمہ چلی گئی تو اس نے ایک شرارت بھری نظر

استری اور دوسری اریش خانزادہ کی شرٹ پر ڈالی تھی
اور استری کا ڈائل تیز کرتے ہوئے استری شرٹ کے عین
درمیان میں رکھ دی تھی۔ "یہ کل مجھے ڈانٹنے کا بدلہ
ہے، ہانم اپنا بدلہ لینا کبھی نہیں بھولتی۔" منہ بنا کر
بولتے ہوئے وہ شرٹ پر استری رکھتے ہوئے اپنے قدم

دوسری جانب بڑھا چکی تھی۔ اگر کوئی اس کو پوچھ بھی لے گا تو بتا دے گی کہ یہ اس کی ملازمہ کی غلطی ہے۔

"ارے چھوٹی بی بی، آپ اس گاڑی میں کیوں بیٹھ رہی

ارے چھوٹی بی بی، آپ اس کار میں کیوں بیٹھ رہی
ہیں؟ آپ کو تو اریش بابا چھوڑنے کے لیے جائیں گے نا،
میں آپ کو چھوڑنے کے لیے نہیں جا سکتا، اریش بابا نے
مجھے سختی سے کہا ہے کہ آپ کو چھوڑنے اور لینے کے
لیے وہی خود جایا کریں گے۔" سنجیدگی سے بولتے ہوئے
ڈرائیور نے اسے ایک نظر دیکھ کر دوسری نظر گھر کی

ڈرائیور نے اسے ایک نظر دیکھ کر دوسری نظر گھری
استعمال والی گاڑی پر ڈالی تھی جبکہ اریش کی گاڑی
دوسری جانب موجود تھی۔ "ارے انکل، آج آپ کے
اریش بابا آ نہیں سکیں گے، وہ بہت زیادہ مصروف ہیں، اسی
لیے بہتر یہی ہو گا کہ آپ مجھے چھوڑ آئیں۔" مسکرا کر
بولتی وہ ایک جھٹکے سے کار کا دروازہ بند کرتے ہوئے

بولتی وہ ایک جھٹکے سے کار کا دروازہ بند کرتے ہوئے بیٹھی تھی جبکہ ڈرائیور نے ایک نظر اسے دیکھ کر اپنے لب کاٹے تھے۔ اگر اریش کو یہ بات معلوم ہو جاتی تو وہ کتنا غصہ ہوتا، مگر یہ ان کی چھوٹی بی بی ان کے چھوٹے بابا سے پنگے لیتے ہوئے ذرا نہیں گھبراتی تھی [illegible] کشمکش کا شکار تھا [illegible] منظر

تھی۔ ابھی وہ اس کشمکش کا شکار تھا کہ سامنے منظر
دیکھتے ہوئے بے ساختہ انہوں نے اطمینان بھرا سانس
لیا تھا اور اپنے قدموں کو دوسری جانب بڑھایا تھا۔
"ارے انکل، آپ کہاں جا رہے ہیں؟ مجھے کالج کے لیے
دیر ہو رہی ہے، جلدی سے آئیں نا۔" اپنا سر کھڑکی سے

باہر نکال کر بولتے ہوئے ابھی وہ کچھ مزید کہنے لگی
تھی جب سامنے سے اریش خانزادہ قدم قدم چلتے ہوئے
آیا تھا۔اس نے دوسری شرٹ پہنی ہوئی تھی جبکہ
آنکھیں سرخ پڑ رہی تھیں۔ایک نظر اسے گھور کر
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اس نے ایک جھٹکے سے

دروازہ بند کیا تھا۔ "اب اگر تمہارے ڈرامے پورے ہو چکے ہوں تو آگے آکر بیٹھ جاؤ، کیونکہ جتنا آج کے دن میں تم مجھے زچ کر چکی ہو اتنا ہی کافی ہے۔" سنجیدہ لہجے میں بولتے ہوئے اس نے شیشے سے نظر آتے اس کے گھبرائے ہوئے عکس کو دیکھا تھا۔ وہ بار بار اپنا حلق تر

گھبراتے ہوئے اس کو دیکھا تھا۔ وہ بار بار اپنا ... کر

کرتے ہوئے ایک نظر اسے اور دوسری نظر اس کی شرٹ

پر ڈال رہی تھی، لیکن اس جلاد نے اسے شرٹ خراب

کرتے ہوئے تھوڑی دیکھا تھا، تبھی اطمینان سے دروازہ

کھول کر باہر اترتی ہوئی آگے آ بیٹھی تھی اور جھٹکے

سے دروازہ بند کرتے ہوئے اپنی گود میں بیگ رکھا تھا۔

سے دروازہ بند کرتے ہوئے اپنی گود میں بیگ رکھا تھا۔
اریش خانزادہ کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا کہ اس نے
اس کی شرٹ خراب کی ہے، تبھی اب وہ اطمینان سے
بیٹھی ہوئی اس کی گاڑی سٹارٹ کرنے کی منتظر تھی۔
جب آگے بڑھتے ہوئے اریش خانزادہ نے اسے کلائی سے
تھام کر اپنی جانب کھینچا تھا۔ "تمہیں کیا لگتا ہے کہ

تھام کر اپنی جانب کھینچا تھا۔ "تمہیں کیا لگتا ہے کہ
مجھے معلوم نہیں کہ تم نے کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے،
ہانم اریش خانزادہ؟ اگر میں خاموش ہوں تو میرے
ضبط کا مزید امتحان مت لو۔" سنجیدگی سے بولتے
ہوئے اس نے اپنی نگاہوں کو اس کی نگاہوں کے ساتھ

ملایا تھا جواب گلے میں ڈوبتی ہوئی گلٹی کے ساتھ

اسے دیکھ رہی تھی۔ "میں نے۔۔میں نے کیا کیا ہے؟ آپ

مجھے ایسے کیوں کہہ رہے ہیں؟ ہر بار آپ کو میرا ہی

قصور دکھائی دیتا ہے۔" منہ لٹکا کر بولتے ہوئے اس نے

اپنی طرف سے بری الذمہ ہونا چاہا تھا مگر سامنے

اپنی طرف سے بری الذمہ ہونا چاہا تھا مگر سامنے
اریش خانزادہ موجود تھا، اس کی رگ رگ سے واقف
تھا۔ تبھی مزید کھینچ کر اسے اپنے نزدیک کرتے ہوئے
وہ اس کی آنکھوں میں اپنی سرخ آنکھیں گاڑھ گیا تھا،
اس کی پر تپش سانسیں سامنے بیٹھی ہوئی ہانی کے
وجود پر پڑتے ہوئے اسے سرخ پڑنے پر مجبور کر رہی

وجود پر پڑتے ہوئے اسے سرخ پڑنے پر مجبور کر رہی تھیں۔ "یہ بات تم بھی جانتی ہو اور میں بھی کہ تم کتنی معصوم ہو، تو تمہیں کم از کم مجھے یہ بات بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آئندہ سے اگر میری شرٹ جلانے کی کوشش کی تو یہ بات یاد رکھنا کہ اب تم میری

... یہ بات یاد رکھنا کہ اب تم میری

بیوی ہو، تمہارا انجام پھر میرے کمرے تک پہنچ کر ہی ہو گا جس سے تمہاری جان جاتی ہے۔" سرد لہجے میں بولتے ہوئے وہ اسے حلق تر کرنے پر مجبور کر گیا۔ تبھی نہ چاہتے ہوئے بھی معصوم شکل کے ساتھ اپنا سر ہاں میں ہلا گئی تھی۔ "میں ایسا پھر کبھی نہیں کروں

میں ہلائی تھی۔ "میں ایسا پھر بھی نہیں کروں
گی۔" پھنسی پھنسی سی اس کی آواز گلے سے نکلی
تھی، تب وہ اپنا سر جھکائے ہوئے اسے اپنے بے حد
نزدیک محسوس کر گئی تھی، دل الگ سے پاگلوں کی
طرح دھڑک کر باہر آرہا تھا۔ "تمہارے لیے اچھا
بھی یہی ہے۔" سنجیدگی سے بولتے ہوئے وہ اس کا ہاتھ

بھی یہی ہے۔" سنجیدگی سے بولتے ہوئے وہ اس کا ہاتھ
چھوڑتا ہوا اپنی جگہ پر سیدھا ہو کر بیٹھ چکا تھا۔
گاڑی سٹارٹ کر کے ایک جھٹکے سے آگے بڑھاتے ہوئے وہ
بغیر اس پر ایک نگاہ ڈالے ہوئے اپنے لب سختی سے
بھینچ چکا تھا۔ یہ لڑکی آرام سے بات سمجھنے والی

جان چکا تھا یہ زرش آرام سے بات کرنے والی
تھی نہیں، تبھی دھمکی دینا لازمی ہو چکا تھا۔ اور وہ
جو اسے رات والی فون کال کا بتانے والی تھی، اس کی
دھمکی پر اپنے ہی خیال پر لعنت بھیجتے ہوئے اپنے
چہرے کا رخ دوسری جانب موڑ چکی تھی۔

صبح والی ڈانٹ کا اثر تھا جو وہ آج بھی اسے غلط
وقت بتاتے ہوئے وقت سے پہلے ہی اپنے کالج کے گیٹ
تک لے آئی تھی، تبھی اب وہ تپتی ہوئی گرمی میں
گاڑی میں بیٹھا ہوا اس کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

گاڑی میں بیٹھا ہوا اس کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

"ارے صاحب جی، ابھی کالج کو چھٹی ہونے میں بہت دیر ہے، آپ بہت جلدی آگئے ہیں، کم از کم بھی ایک گھنٹہ آپ جلدی آئے ہوئے ہیں۔" گیٹ کیپر نے اسے کافی دیر تک گاڑی میں بیٹھ کر انتظار کرتے ہوئے دیکھ کر اس کے پاس آکر کہا تھا جس پر وہ اپنے لب بھینچ گیا

اس کے پاس آکر کہا تھا جس پر وہ اپنے لب بھینچ گیا
تھا۔ "کوئی بات نہیں، میں انتظار کر لوں گا۔" سنجیدگی
سے بولتے ہوئے اس نے گہرا سانس بھر کر اپنا سر
پیچھے سیٹ کے ساتھ لگایا تھا اور اپنے موبائل کو نکال
کر وہاں ضروری معاملات دیکھنے لگا تھا۔ یہ ہانم اریش

کر وہاں ضروری معاملات دیکھنے لگا تھا۔ یہ ہاتم اریشن
خانزادہ ہی تھی جس کے لیے وہ اتنا انتظار کر سکتا تھا،
نہیں تو اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اب تک اریش
خانزادہ کے قہر کا شکار ہو چکا ہوتا۔ ابھی وہ موبائل
فون چیک کرنے میں مصروف تھا جب ایک انجان نمبر
سے اسے میسج موصول ہوا تھا۔ "تمھیں کیا لگتا ہے اگر

سے اسے میسج موصول ہوا تھا۔ "تمہیں کیا لگتا ہے اگر
تم اسے سات پردوں میں چھپا کر رکھو گے تو تم اسے
مجھ سے بچا سکو گے؟" انجان نمبر سے میسج کو
پڑھتے ہوئے دیکھ کر بے ساختہ وہ اپنے لب بھینچ گیا
تھا جبکہ موبائل پر گرفت مضبوط ہوئی تھی۔ اگلے ہی

تھا جبکہ موبائل پر گرفت مضبوط ہوئی تھی۔ اگلے ہی
لمحے اسے اسی نمبر سے کال آتی ہوئی موصول ہوئی
تھی جس پر وہ تن چکے جبڑوں کے ساتھ کال اٹھا کر
موبائل فون کان سے لگا چکا تھا۔ "تم کیا چاہتے ہو تبریز
شمس؟ تم سے میں بول چکا ہوں، اس کی جانب نگاہ

ں! ہم کہتے ہیں بول چکے ہوں، اس کی جانب نگاہ
اٹھا کر دیکھنے کی جرات بھی مت کرنا۔" سنجیدہ آواز
میں کہتے ہوئے اس نے حتی المکان خود پر قابو کرنے
کی کوشش کی تھی جبکہ سامنے سے قہقہ برآمد ہوا
تھا۔" اور تمہیں لگتا ہے کہ تبریز شمس اپنی چیز کو
اتنی آسانی سے ہاتھوں سے جانے دے گا؟ نہیں نہیں، یہ

اتنی آسانی سے ہاتھوں سے جانے دے گا؟ نہیں نہیں، یہ
تمہاری سب سے بڑی غلطی ہے۔ وہ میری ہے اور میں
اسے سب سے چھین لینا جانتا ہوں۔ بہتر ہو گا خود بخود
اسے میرے حوالے کر دو، کیونکہ اگر میں نے اسے اپنے
طریقے سے حاصل کیا تو تم اور تمہارا خاندان اس کی

طریقے سے حاصل کیا تو تم اور تمہارا خاندان اس کی
شکل دیکھنے کے لیے ترس جائے گا۔" سردتبریز شمس
کی آواز پر وہ اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچ گیا تھا
مگر اس سے پہلے کہ جواب میں کچھ کہتا سامنے سے
فون کال کٹ ہو چکی تھی جبکہ سختی سے اپنی سرخ
آنکھوں کو میچتے ہوئے اریش خانزادہ نے اپنا سر

آنکھوں کو میچتے ہوئے اریش خانزادہ نے اپنا سر پیچھے سیٹ کے ساتھ لگایا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد کالج کے گیٹ کے باہر سے وہ اسے نکلتی ہوئی دکھائی دی تھی۔ جب لبوں پر بار بار امنڈتی ہوئی مسکراہٹ پر قابو پاتے ہوئے وہ ایک جھٹکے سے کار کا دروازہ کھول کر

پاتے ہوئے وہ ایک جھٹکے سے کار کا دروازہ کھول کر
اس کے نزدیک آن بیٹھی تھی، خوشبوؤں کا ایک ریلا
تھا جو اس کے وجود کے ساتھ ہی اریش خانزادہ کی
سانسوں میں گھلتے ہوئے اس کے اعصاب ڈھیلے کرنے کا
باعث بنا تھا۔ تبھی وہ گہری سانس بھر کر اپنی سرخ

باعث بنا تھا۔ تبھی وہ گہری سانس بھر کر اپنی سرخ
ہوتی آنکھیں کھولتے ہوئے اپنے ہاتھ سٹیرنگ ویل پر
جما چکا تھا۔ اریش خانزادہ کی سرخ آنکھوں کو دیکھ
کر بے اختیار وہ اپنی نگاہیں چرا گئی تھی۔ کیا یہ جلاد
بہت زیادہ غصے میں تھا کہ آج اس جلاد کے ہاتھوں
اس کی روح کا پرواز کر جانا یقین تھا، بے اختیار

اس کی روح کا پرواز کر جانا یقین تھا، بے اختیار
سوچتے ہوئے اسے اپنی زندگی کی فکر لاحق ہوئی تھی۔
تبھی کھسک کر کھڑکی کے پاس بیٹھتے ہوئے اس نے
اپنا حلق تر کیا تھا۔ "ہانی۔" سنجیدہ آواز میں بولتے
ہوئے ابھی وہ کچھ بولنے ہی لگا تھا۔ جب اپنے دونوں

ہاتھوں کو اس کی جانب بڑھاتے ہوئے وہ اس کی جانب
جھکا ہی تھا تبھی وہ بوکھلا کر چیخ مارتے ہوئے
دروازے کے ساتھ جا لگی تھی۔ جب ایک جھٹکے سے
پلٹتے ہوئے اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو آگے کیا تھا۔
"دیکھیں اریش، مجھے معلوم نہیں تھا، میں بھی تو

صبح غصے میں تھی نا اس لیے میں نے یہ شرارت کر
دی، لیکن آپ کو مجھے مارنے کی ضرورت نہیں ہے،
دیکھیں میں پہلے ہی آپ سے معافی مانگ لیتی ہوں اور
آپ کہیں گے تو کان بھی پکڑنے کے لیے تیار ہوں، مگر
پلیز مجھے بخش دیں۔" بوکھلاتے ہوئے بولتے اسے خود

معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا بولتے چلے جا رہی ہے جبکہ اریش خانزادہ کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ امنڈ آئی تھی۔ تبھی اس کی جانب جھک کر سیٹ بیلٹ کو تھامتے ہوئے وہ اسے لگا چکا تھا۔ "تمہیں کیا لگا کہ میں تمہارا گلا دبانے لگا ہوں؟ میرے پاس اور بھی بہت سارے طریقے ہیں تمہاری جان نکالنے کے مگر افسوس

سارے طریقے ہیں تمہاری جان نکالنے کے، مگر افسوس
میں ان میں سے کوئی بھی ایک طریقہ کم از کم تم پر
آزمانا نہیں چاہتا۔" سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں
جھک کر کہتے ہوئے اسے حلق تر کرنے پر مجبور کر دیا
تھا۔ تبھی گلٹی سی ابھر کر اس کے گلے میں غائب
ہوئی تھی۔ جب وہ سٹپٹاتے ہوئے اپنے سرخ ہوتے چہرے

ہوئی تھی۔ جب وہ چھپاتے ہوئے اپنے غرض ہوتے ہوئے پھیرے

کا رخ دوسری جانب موڑ چکی تھی۔ "ایم سوری۔"

دھیمی آواز میں بولتے ہوئے اس نے اپنی طرف سے

سفید جھنڈا لہرایا تھا۔ جب لبوں پر مچلتی ہوئی

مسکراہٹ کو قابو کرتے ہوئے وہ اپنی سیٹ پر سیدھا ہو

کر بیٹھا۔ "وہ الفاظ مت دہراؤ جس کے لیے تمہیں کوئی

شرمندگی نہ ہو، میں جانتا ہوں اگلی بار جب بھی
تمہیں موقع ملا تو تم پھر سے یہ کرنے سے باز نہیں آؤ
گی، تو بہتر یہی ہے کہ اپنے یہ سوری بچا کر رکھو۔"لب
دبا کر بولتا ہوا وہ گاڑی کو سٹارٹ کر کے آگے کی جانب
بڑھا لیا تھا۔ جتنا وہ غصے میں کچھ دیر پہلے تھا اس

جھلی اور پاگل لڑکی کی قربت میں اتنا ہی اب اس کا
ذہن اور دل دونوں ہلکے پھلکے ہو چکے تھے۔

"اریش، میں چاہتا ہوں کہ تم ہانی کو رخصت کر کے اپنے
کمرے میں لے جاؤ، میں مزید اس سب کو برداشت نہیں

کمرے میں لے جاؤ، میں مزید اس سب کو برداشت نہیں
کر سکتا۔ اگر ہانی تک وہ لوگ پہنچ گئے تو میں یہ
برداشت نہیں کر سکوں گا، تم میری بات سمجھنے کی
کوشش کیوں نہیں کرتے؟! اگر تم اسے اپنے قریب رکھو
گے تو مجھے اس کی فکر کم سے کم ہو گی۔ میں تو

چاہتا ہوں کہ اسے کالج بھی جانے کی کیا ضرورت ہے، اب اس کی شادی ہو چکی ہے، وہ تم پر توجہ دے، گھر پر توجہ دے۔ مجھے سمجھ نہیں آتا تم دونوں آخر چاہتے کیا ہو؟" آغا جان آج اپنے جوش میں واپس لوٹے تھے تبھی بھڑکتے ہوئے سامنے بیٹھے ہوئے اریش

تھے تبھی بھڑکتے ہوئے سامنے بیٹھے ہوئے اریش
خانزادہ کو دیکھ کر گویا ہوئے تھے۔ جب وہ اپنے سر کو
جھکاتے ہوئے اپنی ہتھیلیوں کو دیکھتے انہیں انگوٹھے
سے رگڑ گیا تھا۔ "آغا جان، آپ کے کہنے کے مطابق میں
نے ہانی سے نکاح کر لیا ہے، اب وہ یہاں سے کہیں نہیں

نے ہانی سے نکاح کر لیا ہے ،اب وہ یہاں سے نہیں نہیں جاسکتی۔اسے کمرے میں رخصت کر کے لے جانے کے لیے مجھے کچھ وقت درکار ہے تاکہ میں اپنے ذہن کو سمجھا سکوں ،اور ویسے بھی ہانی بھی ابھی اس سب کے لیے تیار نہیں ہے تو ہمیں دونوں طرف سے دباؤ نہیں ڈالنا چاہیے۔جہاں تک بات رہی کالج جانے کی ،تو میں

ڈالنا چاہیے۔ جہاں تک بات رہی کالج جانے کی، تو میں
ہوں، میں اسے وقت سے لے کر جا اور لے کر آ سکتا ہوں۔
جب اس کی حفاظت کی ذمہ داری میں نے لی ہے تو آپ
کو اس بات پر اطمینان رکھنا چاہیے کہ میں اریش
خانزادہ اس کی حفاظت اچھے طریقے سے کر لوں گا۔"

خانزادہ اس کی حفاظت اچھے طریقے سے کر لوں گا۔"

سنجیدگی سے بولتے ہوئے اریش خانزادہ نے اپنی آنکھیں اٹھا کر سامنے بیٹھے ہوئے آغا جان کی جانب دیکھا تھا جو قدرے اطمینان میں تھے مگر پھر بھی ایک دھڑکا سا تھا جو ان کے دل میں لگا رہتا تھا کہ کہیں وہ لوگ پانی تک پہنچ نہ جائیں۔ "میری پوتی کی

کہیں وہ لوگ ہانی تک پہنچ نہ جائیں۔ "میری پوتی کی ذمہ داری تمہارے ذمے ہے اریش، اسے کچھ بھی ہوا تو یاد رکھنا تمہارا یہ بوڑھا دادا تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے آغا جان نے اسے ایک نظر دیکھ کر دوبارہ سے ہاتھوں میں کتاب تھامی

ایک نظر دیکھ کر دوبارہ سے ہاتھوں میں کتاب تھامی تھی اور آنکھوں پر چشمہ لگایا تھا جبکہ اریش خانزادہ نے گہرا سانس بھرتے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہوتے اپنے قدموں کو باہر کی جانب بڑھایا تھا۔

کیا جو میں سن رہی ہوں وہ سب کچھ سچ ہے؟
دیکھیں میں آپ کو اچھے طریقے سے بتا دوں کہ میں
یہاں پر رخصت ہو کر آنے والی نہیں، ہماری یہ شادی ہم
دونوں کی مرضی کے خلاف ہوئی تھی، ابھی ہمارے
نکاح کو وقت ہی کتنا ہوا ہے، میری عمر ابھی اٹھارہ

نقصان تو وقت ہی کتنا ہوا ہے، میری عمر ابھی اٹھارہ سال ہے، میں اتنی جلدی اپنی پڑھائی کو نہیں چھوڑ سکتی۔" وہ اپنے کمرے میں لیپ ٹاپ کو گود میں رکھے ہوئے بیٹھا تھا جب انگلیوں سے اپنے ماتھے کو آہستہ آہستہ مسلتے ہوئے اس نے اپنے دماغ میں اٹھتے ہوئے درد کو سکون دینا چاہا تھا۔ جب وہ جھانسی کی رانی

درد کو سکون دینا چاہا تھا۔ جب وہ جھانسی کی رانی
بنی ہوئی دھڑ سے دروازہ کھولتے ہوئے اندر داخل ہوئی
تھی اور آؤ دیکھا نہ تاؤ اس پر گرج کر برستے ہوئے
گویا ہوئی تھی۔ دونوں ہاتھ کمر پر ٹکا کر اسے گھورتے
ہوئے اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے ٹھہرے ہوئے
انسان کو وہ کچا چبا ڈالے [illegible] جس [illegible] کر جلتے [illegible]

انسان کو وہ کچا چبا ڈالے جس کے چلتے اس کی ماں مسلسل اس پر دباؤ ڈالے ہوئے تھی۔ "ہانم، جاؤ یہاں سے، ابھی میں فی الحال تم سے بات نہیں کرنا چاہتا۔" سنجیدگی سے آنکھیں میچ کر بولتے ہوئے اس نے اسے بغیر دیکھے ہی وہاں سے چلتا کرنا چاہا تھا مگر ہانی کے

بیر کو دیکھتے ہی وہاں سے چھپنا کرنا چاہا تھا مگر ہانی کے

تو تلووں پر لگی تھی اور سر پر بجی تھی، اس کی اتنی

مجال کہ وہ ہانم اریش خانزادہ کو نظر انداز کرتا، بالکل

بھی نہیں۔ تبھی دو تین قدموں میں ہی وہ اس کے سر

پر جا ٹھہری تھی اور ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے

لیپ ٹاپ تھامتے ہوئے اسے ایک طرف پھینک چکی تھی

لیپ ٹاپ تھامتے ہوئے اسے ایک طرف پھینک چکی تھی

۔"مسٹر، ایٹیٹیوڈ کسے دکھا رہے ہیں آپ؟ آپ سے زیادہ

ایٹیٹیوڈ مجھ میں ہے، دیکھنے میں آپ سے کم عمر اور

خوبصورت بھی آپ سے زیادہ ہوں، تو اپنے یہ نخرے

اپنے پاس سنبھال کر رکھیں۔ ایک تھوڑا سا نکاح کیا ہو

گیا ہے تو آسمان پر بیٹھ جاتے ہیں کسی کی بات

گیا ہے اب تو آسمان پر بیٹھے جا رہے ہیں، کسی کی بات سننے کا آپ کے پاس وقت ہی نہیں ہے۔ میں آپ کو اچھے طریقے سے بتا دوں کہ میں آپ کے ساتھ رخصت۔۔۔" دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے ہوئے وہ دھڑ ادھڑ بول ہی رہی تھی جب ایک ہاتھ بڑھاتے ہوئے وہ اسے

یوں ہی زمین [illegible] کی جب ایک ہاتھ بڑھاتے ہوئے وہ اسے
کہنی سے کھینچ کر اپنی گود میں بٹھا چکا تھا جس پر
ہانم کی پٹر پٹر چلتی ہوئی زبان کو بریک لگی تھی اور
بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے ہوئے اس نے اریش خانزادہ کو
اپنے بے حد نزدیک محسوس کیا تھا۔ دور سے تو اسے
صرف اپنا ہی غصہ دکھائی دیا تھا، اب جب وہ اس کے

صرف اپنا ہی غصہ دکھائی دیا تھا، اب جب وہ اس کے
بے حد نزدیک آئی تھی تو اس کی بخار سے تپتی ہوئی
سرخ رنگت دیکھتے ہوئے بلاارادہ اسے تشویش ہوئی
تھی۔ تبھی ایک ہاتھ بڑھا کر وہ اس کے ماتھے پر رکھ
چکی تھی۔ "اف میرے خدا، آپ کو تو بہت زیادہ بخار
ہے" سٹپٹا کر کہتے ہوئے اس نے پریشان ہو کر جھک کر اس کو

ہے۔" سپاٹ کر کہتے ہوئے اس نے اریش کے چہرے کو دیکھا تھا جو اپنا ماتھا اس کے کندھے سے ٹکاتا ہوا اپنی آنکھیں بند کر چکا تھا۔ کشمکش کا شکار ہوتے ہوئے وہ ابھی اس الجھن میں تھی کہ یہاں سے اٹھ کر جائے یا پھر اس کی آنکھیں کھولنے کا انتظار کرے۔

جائے یا پھر اس کی ... میں ... ہونے کا انتظار کرنے

"جب سے تمہارے چکروں میں پڑا ہوں ہانم، اریش خانزادہ کون ہے یہ تو خود بھی بھول گیا ہوں، بس کچھ وقت کے لیے سکون چاہتا ہوں، جہاں میں آنکھیں بند کروں تو میرے کندھوں پر کوئی ذمہ داری نہ ہو،

کچھ پلوں ... کر لیے ہیں، صحیح" ... گوشے میں

کچھ پلوں کے لیے ہی تھے۔ "دھیمی سرگوشی میں
کہتے ہوئے اس نے بے خبری میں ہی اس کے بالوں کی
خوشبو کو اپنے اندر اتارا تھا۔ بخار حد سے زیادہ بڑھا
تھا تو بلا اختیار اس کے وجود کو نرمی سے اپنے میں
سمیٹتے ہوئے وہ اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپا چکا
تھا۔ انم تو اپنی سانس تک روک کر

تھا۔ ہاتھ لو اپنی سانس تک روکے ہوئے اسے اپنے بے حد
نزدیک محسوس کر رہی تھی، بخار سے جلتا ہوا اس کا
وجود انگارے کی طرح اس کے وجود کو جھلسا رہا تھا۔
وہ اریش کو خود سے دور کر کے اسے بے آرام نہیں کرنا
چاہتی تھی، مگر وہ اس کے بارے میں اتنا سوچ کیوں
رہی تھی، اسے خود پر حیرت ہوئی تھی۔ "اریش، آپ کی

رہی تھی، اسے خود پر حیرت ہوئی تھی۔ "ارین، آپ کی
طبیعت خراب ہے، آپ آرام کر لیں۔" نرمی سے اس کے
کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولتے ہوئے اس نے خود کو اس
کی گرفت سے چھڑانا چاہا تھا۔ جب بے خبری میں ہی
صحیح وہ اس کے کندھے پر اپنے لب رکھ گیا تھا۔ اپنی
آنکھوں کو زور سے میچ کر کھولتے ہوئے اس نے اپنی

آنکھوں کو زور سے میچ کر کھولتے ہوئے اس نے اپنی
آنکھیں کھولنے کی پوری کوشش کی تھی، جب سرخ
ڈوروں سے سجی ہوئی آنکھوں کو دیکھتے بلا اختیار
ہانم نے اپنے لب کاٹے تھے۔ ایک ہاتھ کے انگوٹھے سے
اس کا نچلا لب مسلتے ہوئے وہ بھی اس پر جھکنے ہی لگا
تھا جب ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول کر اپنے حواس

تھا جب ایک [illegible] اپنے تو اس

قائم کیے تھے۔ "جاؤ یہاں سے۔ "بھاری بوجھل ہوتے

لہجے کے ساتھ کہتے ہوئے اس نے بازو سے تھام کر اسے

خود سے جدا کیا تھا جبکہ ہانم تو دھڑکتے ہوئے دل کے

ساتھ بس اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔ "میں نے کہا جاؤ

یہاں سے، اس سے پہلے کہ میں خود سے اختیار کھو

[illegible]

دوں۔" بے بسی سے کہتے ہوئے وہ اپنے لب کاٹتا ہوا صوفے پر ہی دراز ہوا تھا۔ تبھی گہرا سانس بھرتی ہوئی ہانم آگے بڑھ کر سائیڈ ڈرار سے دو بخار کی گولیاں اور ایک کمبل لیے ہوئے اس کی جانب بڑھی تھی۔ سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر دو گولیاں اس کے منہ کے پاس لاتے

ہوئے وہ اس کے لبوں کے پاس پانی کا گلاس لگا چکی
تھی جسے پی کر جان چھڑانے والے انداز میں وہ گلاس
اس کے حوالے کر چکا تھا۔ نرمی سے اس کے اوپر کمبل
ڈال کر کچھ دیر اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے وہ بے
ساختہ اپنے قدموں کو دروازے کی جانب بڑھا چکی

تھی۔ "میں خود کو تمہاری طرف مائل ہونے سے روک
نہیں پارہا ہا نم ، امید کرتا ہوں کہ آج کے بعد سے تم
خود کو مجھ سے دور رکھو گی، نہیں تو اریش خانزادہ
کی قربت سے بچ پانا تمہارے لیے ممکن نہیں ہو گا۔"
دھیمی سرگوشی تھی جو اس نے خود سے کی تھی اور

پھر بے اختیار اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے اس نے خود کو نیند کے حوالے کیا تھا۔

روز جب وہ اسے چھوڑنے آتا تھا تو اسے عجیب سی جھنجھلاہٹ ہوتی تھی اور آج جب وہ اپنے بخار کے

چلتے اسے چھوڑنے نہیں آیا تھا تو عجیب سی بے چینی
تھی جو اس کے پورے وجود میں پھیلتے ہوئے اسے
جکڑے چلے جا رہی تھی، تبھی بے چینی سے کار میں
بیٹھے ہوئے وہ یہاں وہاں دیکھتے ہوئے اپنی اس بے
چینی کو کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جب ایک

جھٹکے سے کار رکی تھی اور اس نے بے یقینی سے
پھیلی ہوئی آنکھوں کے ساتھ سامنے بیٹھے ہوئے
ڈرائیور کی جانب دیکھا تھا۔ "کیا ہوا ہے؟" سرسراتی
ہوئی آواز میں پوچھتے ہوئے اسے اپنا لہجہ عجیب سا
لگا تھا۔ "بی بی، کار خراب ہو گئی ہے، مجھے لگتا ہے

[illegible] بی بی، کار خراب ہو گئی ہے لگتا ہے

کوئی مسئلہ آ گیا ہے، میں نیچے اتر کر دیکھتا ہوں، آپ کار میں ہی رہیے گا۔ اگر اریش بابا کو معلوم ہو گیا تو وہ بہت غصہ ہوں گے مجھ پر۔" سنجیدگی سے بولتے ہوئے ڈرائیور اسے ہدایت کرتے ہوئے کار سے باہر نکل چکا تھا جبکہ ڈرائیور کی بات پر عمل درآمد کرتے ہوئے

چکا تھا جبکہ ڈرائیور کی بات پر عمل درآمد کرتے ہوئے
وہ دروازے کو اچھی طرح بند کر چکی تھی۔ ایئر پوڈز
نکال کر کانوں میں لگاتے ہوئے وہ موبائل فون کو ہاتھ
میں تھامے ہوئے وہاں کچھ دیکھ ہی رہی تھی جب
اچانک سے اسے اپنے کان کے پاس کھٹکا ہوا تھا۔ ایک
نظر اٹھا کر سامنے دروازے کی جانب دیکھا تھا تو لبوں

نظر اٹھا کر سامنے دروازے کی جانب دیکھا تھا تو لبوں سے بے ساختہ چیخ برآمد ہوئی تھی۔ دراز قد کا وجیہہ نوجوان دونوں ہاتھ سینے پر لپیٹے ہوئے اسے اندر تک اتر جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ بلا ارادہ اس نے دروازے کو لاک کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا جب لبوں پر گہری مسکراہٹ لیے ہوئے وہ جالی اس کی آنکھوں

پر گہری مسکراہٹ لیے ہوئے وہ چابی اس کی آنکھوں کے سامنے لہرا گیا تھا۔ دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ دوسرے دروازے کی طرف لپکتے ہوئے ابھی اس نے دروازہ کھولا ہی تھا جب اس کی طرف کا دروازہ کھول کر وہ وجیہہ نوجوان اس کے بے حد نزدیک گاڑی میں

آن بیٹھا تھا۔ "نہ نہ ہانم، ایسی غلطی کرنے کی کوشش مت کرنا، میں نے تم سے کہا تھا کہ تم صرف میری ہو، تم پر، تمہارے وجود پر صرف میرا حق ہے اور اگر تم مجھے خود بخود میسر نہیں آؤ گی تو میں تمہیں سب سے چھین لوں گا۔" اس کے لہجے میں وہی استحقاق

محسوس کرتے ہوئے ہانم کی روح تک کپکپائی تھی۔

"تب۔۔ تبریز۔۔" لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں بولتے وہ خوف سے پھیلی ہوئی اپنی آنکھوں کے ساتھ سامنے بیٹھے ہوئے وجیہہ نوجوان کو دیکھ رہی تھی۔ جب لبوں پر مسکراہٹ سجائے ہوئے وہ اس کی جانب جھکا تھا۔

رہا تھا۔ جاتے ہوئے وہ اس جانب بڑھا تھا۔

"تمہیں شک ہے؟" سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں جھانک کر پوچھتے ہوئے وہ اسے حلق تر کرنے پر مجبور کر گیا تھا۔ جب بلا ارادہ اس نے ہاتھ میں تھامے ہوئے موبائل پر بغیر دیکھے ہی انگلیاں چلائی تھیں، ہاتھوں کے پیچھے موجود موبائل پر کچھ دیر پہلے ہی وہ کال

کے پیچھے موجود موبائل پر کچھ دیر پہلے ہی وہ کال
لاگ کھولے ہوئے اریش خانزادہ کو میسج کر رہی تھی۔
"کون ہو تم اور مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ میں تمہیں
جانتی تک نہیں ہوں۔" کپکپاتے ہوئے لہجے میں بولتے وہ
نہ محسوس انداز میں کال ملا چکی تھی جبکہ تبریز نے
آگے بڑھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔ "تم

آگے بڑھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔ "ہم میری منگ ہو، تبریز شمس کی منگ، اور تبریز شمس اپنے سے جڑے لوگوں کو خود سے دور جانے کی اجازت ہرگز نہیں دیتا۔" سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ لفظوں پر زور دیتے ہوئے بولا تھا جبکہ
ہانم کی سانسیں تو حلق میں ہی اٹک چکی تھیں۔ اور کوئی

ہانم کی سانس تو حلق میں ہی اٹک چکی تھی۔ یہ کون تھا جو اسے اپنی منگ ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا؟" تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، میں ہانم ارلیش خانزادہ ہوں، میں شادی شدہ ہوں اور میرا شوہر مجھ سے بے حد محبت کرتا ہے۔" لہجے میں بہادری لیے ہوئے وہ گویا

ہوئی تھی جس پر بے اختیار سامنے بیٹھے ہوئے نوجوان
کی آنکھیں سرخ پڑی تھیں۔ تبھی ایک جھٹکے سے آگے
بڑھتے ہوئے وہ اس کی گردن کو اپنی سخت گرفت میں
دبوچ چکا تھا۔ "خبردار، اس کا نام اپنی زبان سے لینے
کی غلطی بھی مت کرنا۔" ایک چیخ سی تھی جو اس

کی حرکت پر ہانم کے لبوں سے برآمد ہوئی تھی اور ایک جھٹکے سے موبائل اس کے ہاتھ سے چھوٹتا ہوا گاڑی میں کہیں نیچے جا گرا تھا۔ "میں اپنے سے جڑے لوگوں کو خود سے دور جانے کی اجازت نہیں دیتا۔ رہی بات تمہارے اس نام کے شوہر کی، تو جب وہ یہ سنے گا کہ

تم میرے ساتھ بغیر کسی رشتے کے ایک ہی گھر میں رہ رہی ہو تو تمہیں خود ہی چھوڑ دے گا۔ بس مجھے صرف اتنا کرنا ہے کہ یہ خبر اس تک پہنچ جانی ہے۔" سنجیدگی سے بولتے ہوئے وہ اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے اپنے ہاتھ کی گرفت اس کی گردن پر مضبوط کر

ہوئے اپنے ہاتھ کی گرفت اس کی گردن پر مضبوط کر چکا تھا جس پر چھٹپٹاتے ہوئے وہ اپنے ناخن اس کے ہاتھ پر مارتے خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔

جب ایک ہاتھ میں کلوروفارم سے بھیگا ہوا رومال اس کے منہ پر رکھتے ہوئے وہ ایک جھٹکے میں اس کے بے ہوش ہوتے وجود کو اپنے کندھے پر ڈالتے ہوئے وہاں سے

ہوش ہوتے وجود کو اپنے کندھے پر ڈالتے ہوئے وہاں سے

باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

"تم مجھے کہاں لے کر آئے ہو؟ مجھے جانے دو، دیکھو تم

ابھی جانتے نہیں ہو میرے شوہر کو، اگر اس کو یہ بات

معلوم ہوئی تو تمہارے لیے اچھا نہیں ہو گا، اسی لیے

معلوم ہوئی تو تمہارے لیے اچھا نہیں ہوگا، اسی لیے
بہتر یہی ہے کہ مجھے یہاں سے جانے دو۔" آنکھیں
کھولتی تھی تو اس نے خود کو ایک شاندار طرز کے بیڈ
پر مخملی چادر میں لپٹا ہوا پایا تھا۔ تبھی ایک جھٹکے
سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اس نے سامنے کھڑکی سے پار

مناظر کو دیکھتے ہوئے تبریز شمس کو دیکھا تھا، تبھی
اسے دھمکی دینا نہیں بھولی تھی جبکہ وہ لبوں میں
سگریٹ دبائے ہوئے اس کی جانب پلٹا تھا۔ اس کے ہوش
اڑا دینے والے حسن پر ایک نظر ڈالتے ہوئے وہ قدم قدم
چل کر اس کی جانب آیا تھا۔ "تمہیں کیا لگتا ہے کہ

چل کر اس کی جانب آیا تھا۔ "تمہیں کیا لگتا ہے کہ مجھے تمہارے اس نام نہاد شوہر اریش خانزادہ سے ڈر لگتا ہے؟ کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اگر اس نے تمہیں نکاح کے ساتھ حاصل بھی کر لیا ہوتا تو مجھے اسے جان سے مارنا پڑتا، مگر ابھی کے لیے فی الحال اتنا کافی ہے کہ تمہیں

کافی ہے کہ وہ تمہیں چھوڑ دے اور میں اپنی منگ کو
دوبارہ حاصل کرلوں۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ
اس کے نہایت نزدیک آن ٹھہرا تھا۔ جب لبوں سے
سگریٹ نکال کر اس کا دھواں فضا میں چھوڑتے ہوئے
وہ اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ گیا تھا جو

وہ اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ لیا تھا جو
سگریٹ کے دھوئیں سے کھانس کر دہری ہوئی
تھی۔ "وہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا، وہ مجھ سے بے
حد محبت کرتا ہے اور میں بھی اس سے محبت کرتی
ہوں، میں اس سے بے حد محبت کرتی ہوں، وہ میرا
شوہر ہے، میں تمہیں کبھی قبول نہیں کروں گی۔" اس

شوہر ہے، میں تمہیں کبھی قبول نہیں کروں گی۔" اس
کے وجیہہ چہرے پر اس وقت ہانم کو کسی شیطان کا
گمان ہوا تھا جو اس کے شوہر سے اسے زبردستی
چھیننے پر تلا ہوا تھا، تبھی دوٹوک لہجے میں بولتے
ہوئے اس نے اپنے وجود کو پیچھے گھسیٹا تھا جبکہ

ہوئے اس نے اپنے وجود کو پیچھے گھسیٹا تھا جبکہ
تبریز شمس کی آنکھوں میں سرد مہری دوڑ آئی تھی۔
تبھی آگے بڑھتا وہ اسے بالوں سے کھینچتے ہوئے اپنی
جانب کھینچ چکا تھا۔ "خبردار، اس کا نام اپنے لبوں سے
نکالا تو میں بھول جاؤں گا کہ تم میری منگ ہو، میں
بھول جاؤں گا اور جب میرا کسی کے ساتھ رشتہ نہ ہو

بھول جاؤں گا اور جب میرا کسی کے ساتھ رشتہ نہ ہو
تو تبریز شمس اسے برباد کرنے میں وقت نہیں لگاتا۔ یہ
تمہارا باپ تھا جس نے میرے باپ کو مارا اور پھر تمہیں
میری نظر سے بچانے کے لیے اپنے اس بوڑھے باپ کے
حوالے کر دیا، اور تمہارے اس بوڑھے چالاک دادا نے

حوالے کر دیا، اور تمہارے اس بوڑھے چالاک دادا نے

تمہیں مجھ سے بچانے کے لیے تمہارا نکاح اپنے اس پوتے

سے کرا دیا، مگر یہ بات تم اچھے طریقے سے جان رکھو،

تم اور تمہارا خاندان میرا مقروض ہے، وہ اس کی قیمت

تو لازمی چکائیں گے مگر اس کے ساتھ میں تمہیں

ان سے چھین لوں گا تا کہ انہیں جس بات کا خوف ہے

ان سے چھین لوں گا تاکہ انہیں جس بات کا خوف ہے
میں انہیں اس اذیت میں مبتلا کر سکوں۔" ایک جھٹکے
سے اس کے بالوں کو کھینچ کر کہتا ہوا وہ گویا ہوا تھا
جس پر بالآخر ہانم کی آنکھیں نم ہوئی تھیں، لب کپکپا
اٹھے تھے۔ خدا کے بعد اس نے جس انسان کو یاد کیا تھا

وہ اس کا شوہر تھا جو اس کی عزت اور جان ومال کا
محافظ تھا۔"میرا شوہر تمہیں چھوڑے گا نہیں۔"
لڑکھڑاتے ہوئے اس کے لبوں سے صرف یہی الفاظ برآمد
ہوئے تھے۔اس سے پہلے کہ وہ ہانم کے سوال کے جواب
میں اسے کچھ بھی کہتا، دروازہ پیچھے سے دھڑ سے

میں اسے کچھ بھی کہتا، دروازہ پیچھے سے دھڑ سے
کھلا تھا اور کوئی اپنے بھاری مضبوط قدم دیے ہوئے
اندر داخل ہوا تھا۔ پلٹ کر دیکھنے پر سامنے ہی اریش
خانزادہ سرخ ہوتی نگاہوں کے ساتھ اپنی بیوی، اپنی
منکوحہ کو ایک غیر مرد کے سامنے بے آبرو ہوتے دیکھ
کر غصے سے بھڑک اٹھا تھا۔ تیزی سے آگے بڑھ کر ہاتھ میں

کر غصے سے بھڑک اٹھا تھا۔ تبھی آگے بڑھ کر ہاتھ میں
تھامی ہوئی گن کا دستہ تبریز شمس کے سر پر مارتے
ہوئے وہ ایک جھٹکے سے ہانم کو کھینچ کر اپنی باہوں
کے حصار میں بھر چکا تھا۔ "تم سے میں نے کہا تھا
میری بیوی سے دور رہنا، مگر لگتا ہے تمہیں میری بات

میری بیوی سے دور رہنا، مگر لگتا ہے تمہیں میری بات
سمجھ میں نہیں آئی، یا شاید تمہیں اپنی جان پیاری
نہیں ہے جو تم میرے قہر کو دعوت دینے کی کوشش کر
رہے ہو۔" سرد نظروں سے سامنے سر تھام کر کھڑے
ہوئے تبریز شمس کو گھورتے ہوئے اریش خانزادہ نے کہا تھا
جبکہ بانم اس کے حصار میں لرزتے ہوئے اپنی آنکھوں

جبکہ ہانم اس کے حصار میں لرزتے ہوئے اپنی آنکھوں

کو بند کر چکی تھی۔ بخار سے تپتا ہوا اریش خانزادہ کا

وجود اسے ابھی بھی محسوس ہو رہا تھا مگر فی الحال

جو اس کی حالت تھی وہ کسی اور چیز کے بارے میں

سوچنا نہیں چاہتی تھی، اگر اریش وقت پر نہیں آتا تو

سوچنا نہیں چاہتی تھی، اگر ارین وقت پر نہیں آتا تو

اور یہ سوچتے ہی اس کا نازک سا دل کانپ اٹھا تھا۔

"ہانم میری ہے، وہ میری منگ ہے، تمہارے باپ اور

تمہارے دادا نے دھوکا دے کر اسے مجھ سے چھینا ہے۔"

چلا کر کہتے ہوئے تبریز شمس نے آگے بڑھ کر ہانم کے

بازو کو تھامنا چاہا تھا۔ جب ایک اور وار اس کے منہ پر

بازو کو تھامنا چاہا تھا۔ جب ایک اور وار اس کے منہ پر کرتے ہوئے اریش خانزادہ نے اسے خود سے دور پھینکا تھا۔ "خبردار، میری بیوی کو چھونے کی کوشش بھی کی تو میں اپنی بیوی کی جانب بڑھنے والے ہر ہاتھ کو کاٹ کر پھینکنا اچھے سے جانتا ہوں۔" سرد قہر بھری نظروں سے گھور کر پاؤں سے ٹھوکر مارتے ہوئے وہ پانم

نظروں سے گھور کر پاؤں سے ٹھوکر مارتے ہوئے وہ ہانم
کو لیے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا جبکہ پیچھے
تبریز اپنے چکراتے ہوئے سر اور دکھتے ہوئے جبڑوں کو
تھامے ہوئے اس کی جانب گن تان چکا تھا۔ "خبردار، ہانم
صرف اور صرف میری ہے، میرا باپ مر چکا ہے اور تم

رک اور رک گئی ہے، میرا باپ مر چکا ہے اور تم
لوگوں نے میری منگ مجھ سے چھین لی ہے، طلاق دو
ہانم کو، ابھی نہیں تو میں تمہیں مار ڈالوں گا۔" دبی
آواز میں کہتے ہوئے اس نے ہانم کو ایک نظر گھورا تھا
جبکہ اریش خانزادہ نے پلٹ کر اسے بے تاثر نگاہوں سے
دیکھا تھا۔ "تم میرے وجود کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر ڈالو

دیکھا تھا۔ "تم میرے وجود کے ٹکڑے بھی کر ڈالو
تب بھی میں ہانم کو نہیں چھوڑوں گا۔" سنجیدگی سے
کہتے ہوئے اس نے ہانم کو اپنے حصار میں مضبوطی سے
تھاما تھا جس پر ہانم کا وجود کپکپا اٹھا تھا۔ "نہیں
اریش۔۔" لڑکھڑاتے ہوئے لبوں سے ابھی وہ بولی ہی
تھی جب اک گولی چلی تھی اور ہانم کے لبوں سے اک

تھی جب ایک گولی چلی تھی اور ہانم کے لبوں سے ایک چیخ برآمد ہوئی تھی۔ اریش خانزادہ کے وجود سے لپٹتے ہوئے وہ خوف سے تھرتھرا اٹھی تھی۔ "سب ٹھیک ہے، تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" دھیمی آواز میں بولتے ہوئے اس نے ہانم کی کمر کو

دھیمی آوازیں بولتے ہوئے اس کے ہاتھ کی مرتو

سہلایا تھا۔ جب ڈرتے ڈرتے وہ ایک نگاہ اس کے چہرے

پر ڈال چکی تھی، اگر وہ صحیح سلامت تھا تو گولی

کس نے چلائی تھی اور گولی لگی کسے تھی؟ پلٹ کر

اس نے سامنے ہی تبریز شمس کو دیکھا تھا جو پیٹ پر

ہاتھ رکھے ہوئے اپنے پیٹ سے ابلتے ہوئے خون کو دیکھ

ہاتھ رکھے ہوئے اپنے پیٹ سے ابلتے ہوئے خون کو دیکھ رہا تھا۔ دہلتے ہوئے دل کے ساتھ اس نے پلٹ کر اریش خانزادہ کی جانب دیکھا تھا جو سرد نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ "تمہیں کیا لگا، اپنی بیوی کی حفاظت کرنے کے لیے میں یوں خالی ہاتھ آجاؤں گا اور تمہیں موقع فراہم کروں گا کہ تم [illegible] سکو؟

یہ موقع فراہم کر دوں گا کہ تم جو چاہے وہ کر سکو؟

نہیں نہیں، تبریز شمس، تم ایک نامرد انسان ہو جو اپنے
گھر کی لڑائی میں عورتوں کو گھسیٹ کر لاتے ہو۔

تمہارے باپ کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا وہ وہی ڈیزرو
کرتا تھا کیونکہ تمہارا باپ ایک سانپ تھا جسے میرے

کرتا تھا کیونکہ تمہارا باپ ایک سانپ تھا جسے میرے
چچا نے دودھ پلایا تھا اور اس نے ہمیں ہی کاٹنا چاہا۔
اگر لڑائی میں تمہارا باپ مرا تھا تو میں نے بھی اپنا
چاچا کھویا ہے، اور تمہیں کس نے اختیار دیا کہ لڑائی
میں عورتوں کو گھسیٹ کر لاؤ؟ اگر تمہاری نیت صاف
ہوتی تو ہمارے بزرگ تمہیں کبھی بھی تمہارے حق سے

ہوتی تو ہمارے بزرگ تمہیں کبھی بھی تمہارے حق سے
محروم نہیں کرتے، مگر تم اپنی اس دشمنی میں ہماری
عورت کو استعمال کرنا چاہتے تھے اور ہم ایسا کبھی
نہیں ہونے دیں گے، خانزادہ اپنی عزت کی حفاظت کرنا
بھی جانتے ہیں اور جوان کی طرف میلی آنکھ سے

دیکھے انہیں جڑ سے اکھاڑنا بھی۔" دو ٹوک لہجے میں
بولتے ہوئے وہ ہانم کے گرد اپنے حصار کو مضبوط کرتے
ہوئے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھا چکا تھا جبکہ باہر
پھیلے ہوئے اس کے تمام آدمی اندر بڑھ کر تبریز شمس
کو ٹھکانے لگا رہے تھے۔ کھڑکی سے جھانکتے ہوئے ایک

لوٹھکانے لگا رہے تھے۔ کھڑکی سے جھانکتے ہوئے ایک

آدمی کے ہاتھ سے ہانم نے گن بھی دیکھی تھی اور اس

سے نکلتا ہوا دھواں اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ

گولی وہیں سے چلی تھی۔ آنکھیں میچ کر خود کو

اریش خانزادہ کے حصار میں دیتے ہوئے وہ اطمینان کا

گہرا سانس بھر گئی تھی۔ "مجھے اب بس سکون سے

گہرا سانس بھر گئی تھی۔ "مجھے اب بس سکون سے
سونا ہے، تمہارے چکروں میں مجھے دو وقت کی نیند
بھی میسر نہیں ہے جبکہ میں بے حد بیمار ہوں۔"
"بیوی۔" دھیمی آواز میں بولتے ہوئے اریش خانزادہ نے
اسے گاڑی میں بٹھا کر اپنے بے حد نزدیک کھینچا تھا۔

اسے کار میں بٹھا کر اپنے بے حد نزدیک لے آیا تھا۔
اس کے کندھے پر سر رکھ کر اپنی آنکھیں بند کرتے
ہوئے وہ کچھ پل کے لیے سکون لینا چاہتا تھا، ہاں وہ
پر سکون ہو کر اپنی آنکھیں بند کر سکتا تھا۔ دھڑکتے
ہوئے دل کے ساتھ اس کی گرم سانسوں کی تپش کو
اپنی گردن پر محسوس کرتے ہوئے ہانم نے اپنی انگلیاں

کہانی کیسی لگی اس کا اظہار کمنٹ میں
لازمی کیجیے
گا اور مزید دلچسپ کہانیوں کے لیے ہمارے
چینل کو
سبسکرائب کرلیں اور اپنی دوستوں کے ساتھ بھی
شیئر کریں شکریہ 💖